نظرات

بابری مسجد کا تنازعہ

اگر کسی مسئلہ کو حل کرنے کی خواہش ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ حل نہ ہو۔ لیکن اگر نیت خراب ہو اور قدم قدم پر سیاسی و غیر سیاسی اغراض سامنے آتی ہوں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکتی۔ بابری مسجد کے تنازعہ کو موجودہ مرحلہ تک پہونچانے میں جہاں بھارتیہ جنتا پارٹی، وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل جیسی فرقہ پرست پارٹیوں کا ہاتھ ہے۔ وہاں اس تنازعہ کو غیر معمولی طور پر تاخیر میں ڈالنے کی ذمہ داری حکومت پر بھی آتی ہے۔ خواہ یہ حکومت کانگریس کی رہی ہو یا غیر کانگریس۔ اگر فرقہ پرست سیاسی پارٹیوں نے رام مندر کی آڑ میں سیاسی فائدے حاصل کئے ہیں تو دوسری سیاسی پارٹیوں نے بھی سیاسی مصلحتوں پر حق و انصاف کو بھینٹ چڑھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ بھارتیہ جنتا پارٹی نے رام مندر کے نام پر ووٹ مانگے تھے۔ کچھ صوبوں میں اسے نمایاں کامیابی ملی۔ اس سے پارٹی کا حوصلہ اور بڑھا۔ اور ایک لمحہ ایسا آیا کہ ہندوستان کے سیکولر سیاسی ڈھانچہ کے وجود ہی کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ۹ جولائی کو جب ایودھیا میں بھاجپا سرکار کی نگرانی میں وشو ہندو پریشد نے متنازعہ جگہ پر کارسیوا کے نام پر تعمیر کا کام شروع کیا تو ساری سیکولر سیاسی پارٹیاں چونک اٹھیں اور انہوں نے پارلیمنٹ میں کئی دن تک کارروائی محض اس لئے نہ چلنے دی کہ اس سلسلہ میں حکومت واضح بیان دے۔ تین دن تک وزیر اعظم مسٹر نرسمہا راؤ ایوان میں نہ آئے۔ وزیر داخلہ مسٹر چوہان اور وزیر مملکت مسٹر جیکب جواب دیتے رہے۔ خود کانگریس بطور پارٹی گوگو میں مبتلا ہو گئی اور کوئی واضح بیان نہ دے سکی۔ ادھر جب الہ آباد ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے ایودھیا میں متنازعہ جگہ پر کارسیوا کے نام پر تعمیر روک دینے کا حکم دیا تو اس کی پروا کئے بغیر وشو ہندو پریشد اور اس کے ہزاروں کارسیوکوں نے تعمیری کام جاری رکھا۔ اب معاملہ صرف متنازعہ [illegible] کی تعمیر کا نہ تھا۔ بلکہ توہین عدالت کا بھی علانیہ ارتکاب ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ

قوتوں نے ایک طرف ہمارے سیاسی نظام کو اور دوسری طرف عدالتی نظام کو چیلنج کیا تھا مرکز نے اس خطرہ کو بروقت محسوس نہیں کیا اور اس معاملہ میں نرسمہاراؤ ایک کمزور حکمران ثابت ہوئے وزیر داخلہ مسٹر چوہان بیانات ضرور دیتے رہے۔ اور مرکز کی طرف سے ایکشن کا بھی اشارہ کیا۔ لیکن افسوس کہ مرکز کی طرف سے کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ ایودھیا میں علانیہ عدالتی احکام کی توہین کی جاری تھی۔ اور مرکز خاموش تماشائی بنا رہا۔ مرکز کا جواب یہ تھا کہ عدالتی احکام کی تکمیل کرنے کی ہدایت یوپی کی کلیان سنگھ سرکار کو ـــــ دیدی گئی ہے۔ کلیان سنگھ کا کہنا یہ تھا کہ ضلع مجسٹریٹ کو کارسیوا بند کر دینے کی ہدایت دیدی گئی ہے۔ ضلع مجسٹریٹ نے معذوری ظاہر کی کہ کارسیوا روکنا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ایودھیا میں کئی دن تک اسی طرح قانون کا مذاق اڑایا جاتا رہا۔ اور نہ صرف ہندوستان، بلکہ ساری دنیا اسے دیکھتی رہی۔ تعمیر جاری رہی۔ جب متنازعہ جگہ پر کنکریٹ کا ایک مکمل چبوترہ تیار ہو گیا تو حکومت جاگی۔ یہ چبوترہ ایسا لگتا ہے کہ رام مندر کی کرسی ہے اس پر مندر تعمیر کیا جائے گا۔ بہرحال وزیر اعظم مسٹر نرسمہاراؤ نے مداخلت کی۔ اور خود ایودھیا کے سادھوسنتوں کے ساتھ بات چیت کی پیش کش کی۔ ان کا ایک وفد وزیر اعظم سے ملنے دلی آیا۔ انہوں نے تین ماہ تک کارسیوا روکنے کی وزیر اعظم کی اپیل مان لی۔ اس تین ماہ کی مدت میں وزیر اعظم گفت و شنید سے مسئلہ حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ادھر سپریم کورٹ نے رجسٹرار کی سرکردگی میں ایک تین رکنی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی مقرر کردی ہے۔ جو متنازعہ جگہ پر معائنہ کرکے نئی تعمیر کی نوعیت، وسعت اور دیگر امور کے بارے میں سپریم کورٹ کو اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

اس معاملہ میں ہم جہاں سیکولر سیاسی پارٹیوں لیفٹ فرنٹ اور جنتادل کو مبارک باد دیتے ہیں کہ ایودھیا کے تنازعہ میں انہوں نے فرقہ پرست پارٹیوں کا چیلنج قبول کیا۔ وہاں ہم وزیر اعظم مسٹر نرسمہاراؤ کی بھی تعریف کریں گے کہ انہوں نے مسئلہ کو غیر جذباتی انداز میں حل کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ یہ وقت بتلائے گا کہ وہ اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوں گے۔ مرکزی سرکار کا فرض بنتا ہے کہ وہ ملک کے سیکولر سیاسی ڈھانچہ کی حفاظت کرے۔ اور فرقہ پرستوں کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے۔